OPEN ACCESS
MA'ARIF-E-ISLAMI (AIOU)
ISSN (Print): 1992-8556
http://www.aiou.edu.pk/sab/mi/index.asp
www.iri.aiou.edu.pk

شیخ نور الحق محدث دہلوی بحیثیت شارح حدیث

(Sheikh *Noor-ul-Haq Muhaddith Dehlvi* as interpreter of *Hadith*)

***محمد ضیاء الرحمٰن**

پی ایچ ڈی سکالر، کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ

****ڈاکٹر شاہ معین الدین ہاشمی**

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ حدیث وسیرت، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

ABSTRACT

Sheikh *Noor -ul- Haq Muhaddith Dehlvi* belongs to a famous religious family of Subcontinent. Among his creed, there were great scholars and *Muhadditheen*. They took significant role in the field of *Hadith-e-Nabwi(S.A.W)* .

Taiseer-ul-Qari Sharh Bukhari in Persian language is one of the major works of Sheikh *Noor –ul- Haq Muhaddith Dehlvi* .This article throws light on the methodology of the writer in this book. Among some major characteristics of his methodology are that the writer interprets the Hadith with the help of Quran, Hadith, sayings of the companions of Prophet Muhammad (S.A.W) and *Muhadditheen*.

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اکبری دور کے الحاد کے بعد برصغیر کے عوام وخواص کو علم حدیث کی طرف راغب کیا۔ دہلی میں علم حدیث کا حلقہ شروع کیا جس سے ہزاروں طلباء نے کسب فیض کیا۔ شیخ نے برصغیر کے مدارس میں مشکوۃ المصابیح کو متعارف کرایااور اس کی عربی اور فارسی شرحیں لکھیں۔آپ کا انتقال 1052 ہجری میں ہوا۔آپ کی اولاد میں بہت سے اہل علم پیدا ہوئے۔ منشی برکت علی لکھتے ہیں کہ شیخ عبدالحق کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے بہت برکت دی۔1047ھ میں ہی آپ کی اولاد پچاس سے زیادہ تھی۔(1) ان کے شاگردوں اور اولاد میں سب سے پہلی شخصیت ان کے صاحبزادے شیخ نورالحق مشرقی ہیں۔

شیخ نورالحق مشرقی

نام نورالحق، کنیت ابوالسعادات اور لقب جمال تھا۔(2) آپ نے خود اپنا نام نور محمد المدعو بنورالحق لکھا ہے۔(3)

ولادت اور وفات

شیخ عبدالحق کے فرزند اکبر شیخ نورالحق کی ولادت 983ء میں اور وفات 9 شوال 1073 ہوئی۔(4) ۔

تعلیم

شیخ نورالحق نے اپنے والد محترم سے ہی علوم کی تکمیل کی۔خود تحریر کرتے ہیں:

"میرے باپ ہی نے مجھے ا،ب،ت کی تختی پڑھائی اور میرے باپ ہی نے مجھے فارغ التحصیل کیا"۔(5)

علم وفضل

شیخ نورالحق اپنے والد کے علمی وروحانی کمالات کے وارث اور صحیح جانشین تھے۔آزاد بلگرامی لکھتے ہیں:

"خلف الصدق شیخ عبدالحق دہلوی قدس اسرارھما تلمیذ ومقبول والد بزرگوار ووارث کمالات صوری و معنوی آن یگانہ روزگاراست"۔(6)

"یہ یگانہ روزگار حضرت شیخ کے خلف الصدق،ان کے شاگرد،ان کے صوری اور معنوی کمالات کے وارث تھے"۔

شیخ عبدالحق کو اپنے بیٹے کے علمی مقام پر فخر تھا۔اور ان کے زہد و تقوی کی وجہ سے ان سے بہت پیار کرتے تھے۔اور انہیں اپنا علمی سرمایہ سمجھتے تھے۔خود فرماتے ہیں:

"از من ھیچ عمل نیامدہ کہ واسطہ وسبب نجات من در عاقبت گردد الاوجود مسعود آں فرزند دلبند،بیت

شنیدم کہ در روز امید وبیم — بداں را بہ نیکاں بخشد کریم

واز اینجا است کہ پسر صالح را — از اعمال خیر شمردہ اند"۔(7)

"اس فرزند دلبند کے بابرکت وجود کے علاوہ میرا کوئی عمل نہیں جو آخرت میں میری نجات کا وسیلہ وسبب بنے۔میں نے سنا ہے کہ خوف اور امید کے دن کریم رب بروں کو نیکوں کے صدقے بخش دے گا۔اور اسی وجہ سے نیک بیٹے کو اعمال صالحہ میں شمار کیا گیا ہے"۔

شیخ آزاد بلگرامی نقل کرتے ہیں کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنے بیٹے کے مقام و مرتبے کی بابت فرمایا:

"اگرچہ پسر من است اما بجائے پدر اگرچہ شاگرد من است اما بجائے استاد اگرچہ مرید من است اما بجائے پیر می دانم"۔(8)

"اگرچہ میرا بیٹا ہے مگر باپ کی جگہ ہے،اگرچہ میرا شاگرد ہے لیکن استاد کی جگہ ہے۔اگرچہ میرا مرید ہے مگر پیر کی جگہ ہے"۔

بیعت

شیخ نورالحق کی بیعت کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ہوسکتا ہے کہ مختلف اوقات میں مختلف بزرگوں سے اصلاح لی ہو تاہم مشہور قول یہ ہے کہ وہ اپنے والد سے ہی بیعت ہوئے اور انہی سے خلافت ملی۔فرحت الناظرین کے مصنف نے لکھا ہے:

"محدث فاضل اور معتبر عالم تھے اپنے والد شیخ عبدالحق دہلوی کے خلیفہ اور جانشین ہوئے۔شیخ مذکور (نورالحق) سلسلہ قادریہ اور شاذلیہ میں نسبت ارادت رکھتے تھے"۔(9)

تذکرہ علمائے ہند کے مصنف نے لکھا ہے کہ وہ خواجہ محمد معصوم بن مجدد الف ثانی کے مرید تھے۔وہ لکھتے ہیں:

"شاگرد والد خود و مرید خواجہ معصوم مجددی است"۔(10)

خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں:

"شیخ عبدالحق کی وفات کے بعد حضرت عاشق محمد نبیرہ خواجہ شاہ نظام الدین نارنولی سے عقیدت پیدا ہو گئی تھی اور ان کے حلقہ مریدین میں شامل ہو گئے تھے"۔(11)

منصب قضاء

شیخ نورالحق حنفی المذہب تھے۔آپ تفسیر، حدیث، فقہ اور متداول علوم پر عبور رکھتے تھے۔شاہجہاں آپ کی علمی بصیرت کا قائل تھا۔جب وہ تخت نشین ہوا تو دکن جاتے ہوئے آپ کو آگرہ کا قاضی مقرر کر دیا۔غلام علی آزاد بلگرامی لکھتے ہیں:

"صاحب قرآں شاہجہاں انار اللہ برہانہ از ایام شہزادگی برجواہر استعداد عالی او اطلاع داشت وقت بر افروختن را بوقت توجہ جانب دکن را قضاء مستقر الخلافہ اکبر آباد تفویض فرمود۔مدتے بمقضائے آں مصر پر داخت و حق ایں منصب نازک نومی کہ باید بہ تقدیم رساند"۔(12)

"چونکہ صاحب قرآن شاہجہاں زمانہ شہزادگی سے بھی آپ کے علمی پائے اور کمالات سے واقف تھا دکن کی طرف فوج کشی کے وقت شیخ نورالحق کو دارالسلطنت اکبر آباد کا منصب قضا تفویض کیا اور آپ اس شہر کے منصب قضاء پر ایک مدت تک فائز رہے اور اس نازک منصب کی ذمہ داری کو کماحقہ انجام دیا"۔

حلقہ حدیث

شیخ نورالحق نے اپنے والد گرامی کے وصال کے بعد مسند حدیث سنبھالی۔جہاں سے بہت سے تشنگان علم نے اپنی پیاس بجھائی۔جن میں سے چند شخصیات کے مختصر تذکرے سید احمد قادری نے کیے ہیں۔ان میں برصغیر کے معروف علمی گھرانے کے چشم و چراغ میر سید مبارک محدث بلگرامی ہیں جنھوں نے تمام عمر خدمت حدیث میں گزاری اور قطب المحدثین کے لقب سے مشہور ہوئے۔جن کی اولاد میں سے میر عبدالجلیل بلگرامی اور علامہ غلام علی آزاد بلگرامی صاحب ماثر الکرام ہیں۔اسی طرح صوبہ بہار میں حافظ الوقت مولانا عبدالرزاق نے بھی شیخ نورالحق سے حدیث کی اجازت حاصل کی۔(13)

ان چند شخصیات کے ناموں سے معلوم ہوا کہ برصغیر میں علم حدیث کی ترویج کرنے والے مقتدر علماء کا سلسلہ فیض شیخ نورالحق کے واسطے سے ان کے والد گرامی شیخ عبدالحق محدث دہلوی تک پہنچا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور ان کی اولاد خصوصا شیخ نورالحق کی خدمت حدیث کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان کے خاندان کے افراد نے حدیث اور اصول حدیث پر تیرہ بلند پایہ کتب تصنیف کی ہیں۔سید ابوالحسن علی ندوی شیخ نورالحق محدث دہلوی کی خدمات حدیث پر یوں رقمطراز ہیں:

"شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے بعد ان کے صاحبزادہ شیخ نورالحق متوفی 1073ھ نے اس علم کی خدمت اور نشر و اشاعت کا بیڑا اٹھایا۔اور ان کے بعد ان کے تلامذہ اور اولاد نے بھی اس فن کی خدمت کی ہے"۔(14)

حدائق الحنفیہ کے مؤلف آپ کی خدمات کا تذکرہ یوں کرتے ہیں:

"تصانیف بھی آپ نے کثرت سے لکھیں۔اور جس طرح آپ کے والد ماجد نے ترجمہ مشکوٰۃ شریف میں احسان کا ہاتھ کھولا تھا۔ ویسا ہی آپ نے ترجمہ فارسی صحیح بخاری میں صلاے فیض عام دے کر تیسر القاری فی شرح صحیح بخاری اور نیز شرح صحیح مسلم تصنیف کی"۔(15)

شیخ نور الحق کی تصانیف

شیخ نور الحق تدریس و تحریر، ادب و سخن غرض ہر میدان میں ماہر تھے۔درس و تبلیغ کی مصروفیات کے باوجود انہوں نے کئی ضخیم کتب تصنیف کیں۔پروفیسر خلیق احمد نظامی نے ان کی مندرجہ ذیل گیارہ تصانیف کا ذکر کیا ہے۔

۱۔تیسیر القاری شرح صحیح بخاری، ۲۔ شمائل ترمذی (جسکا قلمی نسخہ رامپور کے کتب خانہ میں ہے)، ۳۔ تفسیر سورۃ الفاتحہ (قلمی نسخہ ایشیاء تک سوسائٹی بنگال کے کتب خانہ میں ہے) ۴۔حاشیہ علی شرح الجامی (قلمی نسخے پشاور اور حید رآباد انڈیا میں ہیں) ۵۔شرح قرآن السعدین (قلمی نسخے برٹش میوزیم، مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے کتب خانہ میں ہے) ۶۔حاشیہ شرح عضدی، ۷۔حاشیہ شرح مطالع، ۸۔حاشیہ شرح ہدایۃ الحکمۃ، ۹۔رسالہ دربیان رؤیاء، ۱۰۔ محی القلوب، ۱۱۔ زبدۃ التواریخ۔(16)

ڈاکٹر محمد یونس قادری نے ان کے علاوہ مثنوی تحفۃ العراقین بھی بیان کی ہے۔(17)

ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی نے مزید تین تصانیف کا بھی ذکر کیا ہے۔اثبات رفع المسبحۃ فی التشھد، دیوان مشرقی، شرح صحیح مسلم۔(18)

تیسیر القاری شرح بخاری کا تعارف از شیخ نور الحق محدث دہلوی

تیسیر القاری شرح بخاری چھ جلدوں پر مشتمل ضخیم شرح ہے۔اس سے پہلے عربی زبان میں بخاری کی متعدد شروح کی گئی۔لیکن شیخ نے برصغیر کے عوام و خواص کی زبان فارسی ہونے کی وجہ سے فارسی زبان میں شرح لکھی۔ تاکہ عام مسلمان جو صرف فارسی جانتا ہے وہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ کے ذوق اور حدیث کے نور سے استفادہ کرسکے۔

پہلے یہ شرح پانچ جلدوں میں مطبع علوی لکھنوء سے 1300ھ میں شائع ہوئی۔ پاکستان میں مکتبہ حقانیہ پشاور نے اسے بڑے سائز کی چھ ضخیم جلدوں میں شائع کیا۔ بعض جگہ کتابت میں سقم ہے۔ جس سے پڑھنے میں دشواری ہوتی ہے۔ مکتبہ حقانیہ نے اس شرح کے حاشیہ پر شیخ الاسلام محمد کی شرح بخاری بھی شائع کر دی ہے۔ اور ساتھ ہی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بخاری کے رجال پر ارشادات بھی شائع کر دیئے گئے ہیں۔

تیسیر القاری شرح صحیح بخاری آپ کی وفات کے بعد عنقا ہو گئی تھی۔آخر نواب محمد علی خان بہادر صولت جنگ(19) کی کوشش سے 1297ھ میں چند کامل و ناقص نسخے مل گئے تھے۔ ان میں سے ایک نسخہ شہاب الدین محمد شاہ جہان کے دور میں لکھا گیا اور دوسرا اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں لکھا گیا۔ پھر اس کتاب کو افادہ خاص و عام کے لیے چھاپنے کا اہتمام کیا گیا۔ صاحبزادہ عبد الوہاب بہادر(20) کے حکم سے مطبع علوی کے مالک محمد علی بخش نے چھاپ دی۔ اس کے ساتھ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی بخاری کے رجال پر تحقیق اور شیخ الاسلام کی فارسی شرح چھاپ دی گئی۔ شیخ الاسلام(21) کی شرح کے نا تمام ہونے کی وجہ سے شیخ محمد دراز رحمۃ اللہ علیہ کی شرح بخاری بھی اس کے ساتھ چھاپ دی گئی۔

شیخ نور الحق نے یہ شرح اپنے والد کے ارشاد پر لکھی ہے۔ اس کی بابت خود ہی تحریر فرماتے ہیں:

"راقم حروف نور الحق الترک البخاری نبا و شاہجہان آبادی متوطنا اعلی اللہ شأنہ و صانہ عما شأنہ را اشارت والد ماجد شیخ اجل اکرم شیخ شیوخ المحدثین و قدوۃ العلماء المحققین ابو المجد عبد الحق بارک اللہ فی اخلافہ کما بارک فی اسلافہ بریں گونہ بود کہ بریں کتاب مستطاب شرح بزبان فارسی در رنگ شرح کہ بر کتاب مشکوۃ المصابیح نوشتہ شدہ و غازہ شہرت و قبول بر رو دارد و کافہ اہل اسلام از فیوض آں بہرہ مند اند تعلیق نماید و بحکم الامور مرہونۃ باوقاتہا توفیق مساعدت نمی کرد کہ بامتثال ایں امر خطیر و اشتغال بایں مطلب اعلیٰ و مقصد اصلی پر داز د پس از رحلت آں یگانہ روزگار بعد از استخارہ و استمداد ہمت از روح مقدس آں ولایت منقبت کمر عزم در امتثال ایں امر مطاع بر بستہ"۔[22]

"راقم نور الحق کے والد ماجد شیخ عبد الحق چاہتے تھے کہ اس کتاب مستطاب صحیح بخاری کی شرح و تعلیق بھی اسی رنگ سے فارسی زبان میں لکھی جائے جیسے کہ وہ خود مشکوۃ المصابیح پر لکھ چکے تھے۔ جس کو بڑی شہرت اور غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی اور تمام مسلمان اس کے فیوض سے بہرہ مند ہوئے۔ چونکہ ہر کام کا وقت مقرر ہوتا ہے اس لیے ان کی زندگی میں اس اہم اور عظیم کام کو انجام دینے کی توفیق میسر نہ ہو ئی اور ان کے انتقال کے بعد استخارہ کرکے اور ان کی روح پاک سے استمداد کے ساتھ ان کے حکم کی تعمیل میں کمر ہمت باندھی گئی"۔

مولانا عبدالحیی فرنگی محلّی تیسیر القاری پر تقریظ لکھتے ہوئے اس شرح کی افادیت پر یوں روشنی ڈالتے ہیں:

"العجم عن تحصیلها كما هو حقها كانوا محرومين و فى الوقوف على اسرارها متحيرين و لتباين لغتهم بلغة تلك الشروح و التعليقات و عجزهم عن الوصول الى تلك المقامات الى ان جاء الفاضل النبيل و العالم الجليل المحدث الفاصل بين الحق و الباطل الناقد الكامل مولانا نور الحق الدهلوى ابن مولانا الشيخ عبد الحق محدث الدهلوى (الى ان قال) و شرح صحيح البخارى شرحا بالفارسية سماه تيسير القارى اتى فيه بمطالب نفيسة و فوائد شريفة و لطائف لطيفه و غرائب دقيقه فالله يشكر صنعه و يجزى سعيه كما يسر على كافة الناس تحصيل صحيح البخارى و سهله على كل سامع و قارى"۔[23]

"گو بخاری کی مفصل و مختصر شرحیں لکھی جا چکی تھیں لیکن زبان کے فرق کی وجہ سے اہل عجم صحیح بخاری کی تحصیل اور اس کے اسرار و دقائق سے کما حقہ واقفیت سے قاصر و محروم تھے تاآنکہ مولانا نور الحق نے اس کی فارسی شرح لکھی جس کا نام "تیسیر القاری" رکھا۔ جس میں مفید مطالب، عمدہ فوائد، لطیف مباحث اور دقیق غرائب بیان کیے۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو مشکور فرمائے۔ اور انھیں جزائے خیر دے کیونکہ انھوں

نے تمام لوگوں کے لیے بخاری کی تحصیل کو آسان کر دیا ہے اور ہر قاری اور سامع کے لیے اسے سہل بنا دیا"۔

تیسیر القاری کا منہج واسلوب

شیخ نور الحق نے بخاری کی شرح کرتے ہوئے قدیم مفسرین کا منہج اختیار کیا ہے۔ البتہ آپ نے متقدمین کے اہم نکات کی تسہیل کر کے اسے قارئین کے لیے آسان بنا دیا ہے۔ کتاب کے مقدمہ میں خود اپنی تصنیف کا اسلوب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"زبدہ و خلاصہ این چند شرح کرمانی و فتح الباری و عینی و سیوطی و شرح تراجم و قسطلانی کہ متداول علماء روز گار است برگرفتہ و از اطناب تطویل کلام کہ این شروح دارند اغماض نظر نمودہ بفارسی زبان حسب الامر مطالب و مقاصد ضروریہ آن بر وجہ استیفا ادا کردہ بہ "تیسیر القاری فی شرح صحیح البخاری" مسمی ساخت تا بر سائر طالبان کہ از پایہ کمال دانش قاصر باشند اخذ مطالب و استفادہ ازین کتاب والا القاب آسان گردد"۔[24]

"چند شروحات، شرح کرمانی، فتح الباری، عینی، سیوطی اور قسطلانی جو کہ متداول علمائے زمان ہیں۔ ان کی شروح کو لیا اور ان شروح میں کلام کی طوالت سے صرف نظر کرتے ہوئے حسب الارشاد فارسی زبان میں کتاب کے مطالب و مقاصد ضروریہ بیان کیے ہیں اور تیسیر القاری فی شرح صحیح البخاری کے نام سے موسوم کیا ہے۔ تاکہ وہ طلباء جو کہ عقل و دانش کے مرتبہ کمال سے کم ہیں ان کے لیے اس کتاب سے استفادہ اور مقاصد کا حصول آسان ہو جائے"۔

شیخ نور الحق کی شرح صحیح بخاری کا نفیس فارسی ترجمہ ہے۔ لیکن اس ترجمہ کی خصوصیت یہ ہے کہ بعض احادیث میں ترجمہ سے ہی شیخ نے حدیث کا مفہوم سمجھا دیا ہے اور اکثر احادیث کی شرح و توضیح کر کے مفید استنباطات بیان کرتے ہیں۔ شیخ نور الحق کی شرح حدیث کے اہم گوشے حسب ذیل ہیں۔

شرح الحدیث بالقرآن

قرآن وحی متلو اور حدیث وحی غیر متلو ہے۔ امت تک پہنچنے کے لحاظ سے ان دونوں کا مصدر ذات رسول ہے۔ جس طرح قرآن مجید کی تفسیر رسول اللہ کے اقوال و افعال سے ہوتی ہے اسی طرح احادیث رسول کی وضاحت آیات قرآنی سے ہوتی ہے۔ قرآن و حدیث کا باہمی ربط ہے۔ مفسرین کرام قرآن مجید کی تفسیر سب سے پہلے حدیث رسول سے کرتے ہیں۔ اسی طرح شارحین حدیث آیات قرآنیہ کی مدد سے حدیث کی شرح کرتے ہیں۔ شیخ نور الحق نے بھی احادیث کی شرح قرآنی آیات کی روشنی میں کی ہے۔

باب توریث دور مکۃ و بیعھا و شراءھا میں حضرت اسامہ بن زید کی حدیث میں ہے {لا یرث مومن کافر ا}۔ اسکی شرح میں فرماتے ہیں:

" مہاجران و انصار در اوائل از یک دیگر میراث میگرفتند تاآنکہ منسوخ شد بنزول آیت (و الوالارحام بعضھم اولی بعض)پوشیدہ نماند کہ مقصود ابن شہاب ازیں نقل تائید قول عمر بن خطاب است کہ مسلمان از کافر میراث نمی یابد و ایں معنیٰ از تتمہ ایں آیت مذکور کہ اشارت کردہ است مؤلف بداں بقولہ از آیۃ ظاہر است و آں ایں است۔(والذین اٰمنوا و لم یھاجروا ما لکم من ولایتھم من شئی حتیٰ یھاجروا)۔[25]

"مہاجرین و انصار شروع شروع میں ایک دوسرے کی وراثت لیتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔(ذوی الارحام میں سے بعض دوسروں سے اولیٰ ہیں)۔یہ بات مخفی نہیں کہ اس قول کے نقل کرنے سے مقصود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کی تائید ہے کہ مسلمان کافر سے وراثت نہیں لے سکتا اور یہ معنیٰ اس آیت مذکورہ کا تتمہ ہے جس کی طرف امام بخاری نے اشارہ کیا ہے۔اور وہ یہ ہے کہ (جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت نہ کی انہیں ان کی ولایت میں سے کچھ نہیں ملے گا یہاں تک کہ وہ ہجرت کر لیں)"۔

شرح الحدیث بالحدیث

حدیث رسول ﷺ کی خود زبان رسالت ﷺ سے وضاحت ہی حدیث کا صحیح ترین مفہوم بیان کر سکتی ہے۔اس لیے رسول اللہ ﷺ کے ارشادات بھی ایک دوسرے کی تفسیر بیان کرتے ہیں۔ شیخ نور الحق حدیث کی شرح حدیث سے کرتے ہیں۔باب کثرۃ النساء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے {کان عند النبی ﷺ تسع کان یقسم لثمان ولا یقسم لواحدۃ}۔اسکی شرح میں امام مسلم کی روایت کردہ حدیث یوں بیان کرتے ہیں:

"آنچہ در روایت مسلم از طریق عطا آمدہ کہ زن قسم نداشت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا بود۔نووی گفتہ کہ ایں وہم است از ابن جریج کہ راوی عطا است و نہ زن کہ اشارہ باآنکہ کرد سودہ وعائشہ و حفصہ و ام سلمہ و زینب و ام حبیبہ و جویریہ و صفیہ و میمونہ رضی اللہ عنھن بودند گفتہ اند ایں ترتیب کہ ذکر کردہ شد تزویج بھمیں ترتیب بودہ است"۔[26]

"امام مسلم نے عطا سے جو روایت کی ہے کہ وہ زوجہ جن کی باری مقرر نہیں تھی وہ صفیہ بنت حیی تھی امام نووی فرماتے ہیں یہ ابن جریج کا وہم ہے جو عطا کے راوی ہیں وہ نو ازواج جن کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ سودہ وعائشہ وحفصہ وام سلمہ و زینب وام حبیبہ وجویریہ و صفیہ و میمونہ رضی اللہ عنھن ہیں۔کہتے ہیں جو ترتیب ذکر کی ہے شادیاں بھی اسی ترتیب سے ہوئی تھیں"۔

جیسا کہ حدیث قرطاس کی شرح میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کی ہے۔

"میگوید بزار از حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا وقتی کہ سخت شد درد آنحضرت ﷺ فرمود بیا رید مرا دوات و قلم یا شانہ یا قرطاس بنویسم برائے ابی بکر کتاب را اختلاف نہ کند مردم برآں پسر فرمود معاذ اللہ اینکہ اختلاف کند مردم بر ابی بکر"۔[27]

"بزار حضرت عائشہ کی حدیث روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا درد سخت ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس دوات قلم یا کاغذ لاؤ۔ تاکہ میں ابو بکرؓ کے لیے لکھ دوں تاکہ لوگ ان پر اختلاف نہ کریں پھر فرمایا کہ اللہ کی پناہ کہ لوگ ابو بکر پر اختلاف کریں"۔

ورود حدیث کی حکمتوں کی وضاحت

شیخ نور الحق بخاری کی شرح کرتے ہوئے بعض اوقات احکام کی حکمتیں اور علتیں بھی بیان کرتے ہیں۔ جیسے کتاب العلم میں ابو سعید خدریؓ کی حدیث میں ہے کہ {جس عورت کے تین بچے فوت ہو جائیں وہ اس کے لیے دوزخ سے حجاب ہوں گے}۔ اس کی علت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وجہ تخصیص بصغیر آنست کہ دوستی، مہربانی مادراں، فرزندان خوردسال بیشتر می باشد پس مصیبت آنہا قوی خواہد بود و جزاء بقدر ورود مصیبت است"۔[28]

"چھوٹے بچوں کو مخصوص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ماں کی محبت اور مہربانی چھوٹے بچوں پر زیادہ ہوتی ہے تو ان کی مصیبت اور دکھ بھی زیادہ ہوتے ہیں کیونکہ جزاء مصیبت کے مطابق ہی ہوتی ہے"۔

باب ترك النبی ﷺ و الناس الاعرابی حتیٰ فرغ من بوله فی المسجد کی شرح میں رقمطراز ہیں۔

"ایں مساہلہ از روئی مہربانی بر وی بود بآنکہ بول کردہ بود و منع فائدہ کم تر داشت بایں ہمہ اگر زجر می کرد شاید حبس بول آدمی شد و این نادان صحرا نشین نفرت می گرفت از اہل اسلام"۔[29]

"یہ آسانی اس پر بطور مہربانی اس لیے فرمائی باوجود اس کے کہ وہ پیشاب کر چکا تھا اور اسے منع کرنے کا فائدہ کم تھا۔ اگر اس کو ڈانٹا جاتا شاید اس کا پیشاب رک جاتا۔ تو وہ نادان صحرا نشین اہل اسلام سے نفرت کرتا"۔

احادیث سے استنباط احکام

علمائے اسلام نے قرآن و حدیث کی نصوص کا دقت نظر سے مطالعہ کرکے امت کی آسانی کے لیے ان نصوص سے مسائل مستنبط کرکے لکھ دیئے ہیں۔ تاکہ وہ لوگ جن کے علم و عقل کی رسائی ان بنیادی دلائل اور اصولوں تک نہیں وہ آسانی سے شریعت پر عمل کر سکیں۔ آپ حدیث کی شرح کرتے ہوئے حدیث سے ثابت شدہ مسائل بیان کرتے ہیں۔ اور حدیث کا مغز اور نچوڑ پیش کرتے ہیں۔ اور فقہاء کے مذاہب بھی بیان کرتے ہیں۔ لیکن فقہی مشرب کے اعتبار سے حنفی ہونے کی وجہ سے فقہ حنفی کو ترجیح دیتے ہیں۔ بعض احادیث کی شرح میں پہلے سے ذکر کردہ محدثین کے استنباطات بیان کرتے ہیں اور بعض احادیث سے خود استنباط کرتے ہیں۔

مثلاً باب القول قائما و قاعدا میں ہے۔ حضرت حذیفہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ ایک قوم کے کوڑا کرکٹ کے ڈھیر پر تشریف لائے اور کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا۔ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

"پوشیدہ نماند کہ استادہ بول کردن را مکروہ تنزیہی گفتہ اند و نشستہ کردن بالاتفاق جائز است موءلف استدلال بر جواز استادہ بول کردن"۔[30]

"یہ بات مخفی نہیں کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ تنزیہی اور بیٹھ کر پیشاب کرنا بالاتفاق جائز ہے۔ مؤلف نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے جواز پر استدلال کیا ہے"۔

باب مسح الرأس کله میں مسح الراس پر حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"پوشیدہ نماند کہ دلالت ایںحدیث بر وجوب مسح تمام سر وقتے تمام شد کہ در حدیث مذکور شد اقصار بر فرائض وضو می بود ہر گاہ غیر مفروضات مثل غسل ید و مضمضہ و استنثار و غسل اعضائے مفروضہ بر وجہ مسنون کردہ تواند کہ مسح سر را نیز بر وجہ سنت بیان کردہ باشد چنانکہ ظاہر است و حدیث مسح پیغمبر خدا ﷺ بر ناصیہ و اکتفا بہاں کردن چنانکہ مسلم و طبرانی از مغیرہ بن شعبہ و ابو داؤد و حاکم از حدیث ابی مغفل آوردہ و بصحت پیوستہ پس ایںحدیث را حمل بر سنت باید کرد جمعا بین الحدیثین"۔[31]

"یہ بات مخفی نہیں کہ اس حدیث کی دلالت تمام سر کے مسح کے وجوب پر تب ہوتی کہ حدیث میں صرف فرائض بیان کیے جاتے۔ جہاں دیگر غیر فرض جیسے ہاتھ دھونا، کلی کرنا، ناک میں پانی چڑھانا اور فرض اعضاء کا دھونا بطور سنت ذکر کیا گیا ہے تو مسح الراس کو بھی بطور سنت ذکر کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ناصیہ پر مسح کرنے کی حدیث جیسے کہ مسلم اور طبرانی حضرت مغیرہ بن شعبہ سے اور ابو داؤد اور حاکم کی حدیث ابو مفضل سے روایت ہے پس اس حدیث کو سنت پر محمول کریں گے"۔

باب استعمال فضل وضوء الناس میں حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ روایت ہیں {اذا توضأ النبی ﷺ کانوا یقتتلون علی وضوءہ}۔ اس کی شرح سے شرعی مسئلہ ثابت کرتے ہیں:

"ایں را دلیل گرفتہ اند بر آنکہ آب مستعمل پاک است"۔[32]

"اس سے علماء نے دلیل بنائی ہے کہ مستعمل پانی پاک کی ہے"۔

باب قول اللہ تعالیٰ جعل اللہ الکعبة البیت الحرام قیاما للناس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے {لما فرض اللہ رمضان قال رسول اللہ ﷺ من شاء ان یصومه فلیصمه}۔ اسکی شرح میں لکھتے ہیں:

"پس وقتے کہ فرض کردہ شد روزہ رمضان فرمود آنحضرت ﷺ کسے کہ خواہد روزہ عاشورا را پس گو روزہ گیرد و کسے کہ خواہد ترک کند گو ترک بکند ظاہر ازیں کلام آنست کہ روزہ عاشورہ قبل از فرضیت رمضان واجب بودہ است و بعد ازین وجوب بر طرف شدہ و مسنون ماندہ"۔[33]

"اس وقت جب رمضان کا روزہ فرض ہوا حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو عاشورا کا روزہ رکھنا چاہے وہ رکھ لے اور جو ترک کرنا چاہے ترک کرلے اس کلام سے ظاہر یہ ہے کہ رمضان کے روزے کی فرضیت سے پہلے عاشورہ کا روزہ واجب تھا۔اس کے بعد وجوب ساقط ہو گیا اور سنیت باقی رہی"۔

تعارف رجال

تیسیر القاری میں شیخ نور الحق سند حدیث کے رجال کا تعارف بھی ذکر کرتے ہیں۔مثلاً کتاب الایمان میں تعارف رواۃ بیان کرتے ہوئے عدی بن عدی کا تعارف یوں کراتے ہیں:

"نوشت عمر بن عبدالعزیزبعامل خود کہ بر جزیرہ موصل تا بعی بزرگ قدر بودہ است۔قول آنکہ صحابی است"۔[34]

"عمر بن عبد العزیز نے اپنے موصل کے عامل کو خط لکھا۔بزرگ تابعی ہیں ایک قول یہ ہے کہ صحابی ہیں"۔

اصطلاحات حدیث کی وضاحت

شیخ نور الحق اصول حدیث بیان کرتے ہیں اور اصطلاحات حدیث کی وضاحت کرتے ہیں۔{المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ} کی شرح میں تعلیق کی تعریف کرتے ہیں:

"تعلیق آں کہ نسبت کند راوی حدیث را بکسے کہ او را در نیافتہ ابو معاویہ در سال یک صد و نود و پنج یا چہار وفات یافتہ و عبد الاعلیٰ در سنہ یک صد و ہشتاد و نہ و تولد بخاری در سن یک صد و نود و چہار است"۔[35]

"تعلیق یہ ہے کہ راوی حدیث کی نسبت اس کیطرف کرتے ہیں جس سے ان کی ملاقات نہ ہو۔ابو معاویہ نے سال 195 یا 194 میں وفات پائی۔عبدالاعلی 189 میں اور امام بخاری کی ولادت 194ھ میں ہوئی"۔

ترجمۃ الباب کی وضاحت

امام بخاری نے صحیح بخاری میں ہر باب کا جامع عنوان رقم کیا ہے۔جو اس باب میں ذکر کردہ احادیث کی طرف اشارہ کرتا ہے۔شیخ نور الحق ترجمۃ الباب کی وضاحت کرتے ہوئے باب میں مذکور احادیث اور احکام کا خلاصہ بیان کرتے ہیں۔

جیسے باب ترک الحائض الصوم کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

"حائض صوم را چناں کہ نمی گزارد روزہ را نماز را نیز نمی گزارد و مؤلف ترک نماز نگفت تا آنکہ در حدیث ترک کردن ہر دو بیک و تیرہ واقع شدہ وجہش آں توا ند بود کہ چوں در نماز طہارت شرط است ہمہ کس می داند کہ نماز در حیض روا نبود بخلاف روزہ کہ طہارت در وے شرط نیست اثبات کرد آں را و تعرض نمود تنہا بترک روزہ"۔[36]

"حائضہ جس طرح روزہ نہیں رکھ سکتی نماز بھی نہیں پڑھ سکتی لیکن امام بخاری نے ترک الصلاۃ نہیں کیا حالانکہ حدیث میں دونوں کو ترک کرنا ایک ہی انداز سے ذکر کیا گیا ہے۔اس کی وجہ ہی ہو سکتی ہے کہ نماز میں طہارت شرط ہے ہر کوئی جانتا ہے کہ نماز حالت حیض میں جائز نہیں ہے۔بخلاف روزہ کے کہ اس کے لیے طہارت شرط نہیں ہے۔اس لیے اسی کو ثابت کیا گیا ہے اور صرف ترک روزہ کا ہی ذکر کیا گیا ہے"۔

حدیث کے درمیان تاویل و تطبیق

حدیث رسول میں بعض اوقات لفظ کا ظاہری معنی مراد نہیں ہوتا بلکہ اس کے علاوہ مجازی معانی مراد ہوتے ہیں۔جس کی وجہ سے احادیث باہم متعارض معلوم ہوتی ہیں لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔شارحین حدیث ان احادیث کا محمل اور معنی بیان کرتے ہیں۔اور تطبیق پیدا کرتے ہیں۔تقدم اور تاخر زمانی کے اعتبار سے ان کا ناسخ و منسوخ ہونا بیان کرتے ہیں۔شیخ نور الحق بھی شرح حدیث میں تطبیق اور معانی کی تاویل بیان کرتے ہیں۔جیسے باب "یرد المصلی من مر بین یدیہ" میں نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو شیطان کہا گیا ہے۔اس کی تاویل یوں کرتے ہیں:

"اطلاق شیطان بر آدمی متمرد مجازا شائع و ایں حکم بر وجہ حصر برائے تشدید و تغلیظ است۔بعضے از اہل ظاہر بوجوب ایں واقعہ رفتہ اند مختار آئمہ آں است کہ مندوب است"۔[37]

"سرکش انسان پر مجازاً شیطان کا اطلاق کرنا معروف ہے۔اس حکم کو حصر کے انداز میں ذکر کرنا شدت اور تغلیظ کے لیے ہے۔بعض اہل ظاہر اس کے وجوب کے قائل ہیں۔جب کہ آئمہ مذاہب کے مطابق یہ مستحب ہے"۔

باب فضل الصوم فی سبیل اللہ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔{سمعت النبی ﷺ یقول من صام یوماً فی سبیل اللہ بعد اللہ وجهه عن النار سبعين خريفاً} اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

"چوں عدد ہفتاد بمعنیٰ عدد کثیر است منافات ندارد بروایت کہ دروی صد سال و بروایتے دیگر پانصد سال است با آنکہ ایں روایت اصح روایات است تاویل بر ہمیں خواہد بود نیز تواند کہ ایں اختلاف با اختلاف احوال و خلوص نیت مجاہدان روزہ دار باشد واللہ اعلم"۔[38]

"یہاں ستر کا عدد عددِ کثیر کے معنی میں ہے یہ روایت اس روایت کے منافی نہیں ہے جس میں سو سال کا ذکر کیا گیا ہے نہ ہی دوسری روایت کے منافی ہے جس میں پانچ سو سال کا ذکر ہے۔ کیونکہ یہ اصح روایت ہے اس لیے اس کو لیا جائے گا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ اختلافِ ثواب روزہ دار مجاہدین کے مختلف احوال اور مختلف نیتوں کی وجہ سے ہو"۔

باب الحراسة فی الغزو فی سبیل اللہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے {کان النبی ﷺ لماقدم المدینة قال لیت رجلا صالحا من اصحاب یحرسنی االلیلة} کی شرح میں قرآن مجید کی آیت (واللہ یعصمك من الناس)[39] کے ساتھ تطبیق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ایں واقعہ پیش از نزول آیت واللہ یعصمک من الناس بودہ است و ظاہر از اخبار آں است کہ آنحضرت ﷺ را در غزوہ بدر و احد و خندق و در رجوع از غزوہ حنین و در وادی قری در عمرہ قضا حراست می کردند و در جملہ حارسان کہ از آنہا بحراست واقع شدہ عباس بن عبد المطلب است و مقرر است کہ بعد از فتح مکہ عباس ملازم آنحضرت ﷺ بودہ است پس باید کہ ایں آیت در آخر با نزول یافتہ و بعد از واقع حنین باشد کرمانی در معنیٰ تواند کہ مراد از ایں عصمت از فتنہ مردم و اضلال باشد در فضیلت ایں حراست یک شب در راہ خدا بہتر است از صیام روز و قیام شب کہ در خانہ خود کند ہزار سال و سال سی صد و شصت روز است و نیز واقع شدہ کہ بہتر است از قیام شب قدر و غیر آں نقلہا القسطلانی"۔[40]

"یہ واقع آیت واللہ یعصمك من الناس کے نزول سے پہلے کا ہے اور حدیث سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی غزوہ بدر، احد، خندق، حنین، وادی قری اور عمرہ قضا میں حفاظت کی گئی تھی۔ حضور ﷺ کے محافظوں میں حضرت عباس بن عبد المطلب ہیں اور یہ بات ثابت ہے کہ حضرت عباس فتح مکہ کے بعد آپ کے ساتھ ساتھ رہے اس لیے یہ کہنا چاہیے کہ یہ آیت نزول کے اعتبار سے آخری آیات میں سے ہے اور واقعہ حنین کے بعد ہے۔ علامہ کرمانی اس آیت کے معنی میں لکھتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ عصمت سے مراد لوگوں کے فتنہ اور گمراہ کرنے سے محفوظ رہنا ہو۔ کیونکہ حضرت انس کی مرفوع حدیث میں ہے کہ راہ خدا میں ایک رات کی حفاظت گھر میں رہ کر ایک ہزار سال کے روزہ رکھنے اور رات کے قیام

کرنے سے بہتر ہے اور حدیث میں ہے کہ شب قدر کے قیام سے بہتر ہے اس کے علاوہ بھی روایات ہیں جن کو امام قسطلانی نے روایت کیا ہے"۔

ایسی احادیث جو بظاہر متعارض ہوں ان میں تطبیق بیان کرتے ہیں۔ جیسے کتاب الغسل میں حضرت انس بن مالک کی حدیث ہے {کان النبی ﷺ یدور علی نسائه فی الساعة الواحدة من اللیل والنهار وهن احدی عشرة} و {قال سعید عن ابی قتادة ان انسا حدثهم تسع نسوة}۔ ان احادیث میں تضاد کو رفع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تطبیق در ایں دو روایت آں است کہ نہ زن زوجہ بودند و دوادہ بودند ماریہ و ریحانہ یا آنکہ ایں دو روایت بحسب اختلاف اوقات بودہ وقتی یازدہ وقتی نہ زن"۔ (41)

"ان دو روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ نو خواتین آپ کی زوجہ تھیں اور دو لونڈیاں تھیں۔ حضرت ماریہ اور ریحانہ۔ یا یہ کہ دو روایتیں مختلف اوقات کے اعتبار سے ہیں۔ ایک وقت میں گیارہ ازواج تھیں اور کسی وقت نو ازواج تھیں"۔

حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت

حدیث کے ابواب کے مناسب آیت و حدیث ذکر کرنا امام بخاری کا خاصہ ہے۔ شارحین صحیح بخاری کی شرح کرتے ہوئے ہر باب میں موجود حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت بیان کرتے ہیں۔ شیخ نور الحق بھی شارحین کے اسی طریقہ پر عمل کرتے ہوئے حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت اور عدم مناسبت بیان کرتے ہیں۔ جیساکہ باب وجوب الصلاۃ فی الثیاب میں حدیث ہے {امر النبی ﷺ ان لا یطوف با البیت عریان}۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ننگا آدمی بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔ اس حدیث کی باب کے ساتھ مناسبت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مناسبت ایں قول با ترجمہ باب صلوۃ ازیں وجہ تواند بود کہ طواف کعبہ حکم نماز گزاردن دارد و نیز بعد از طواف دو رکعت ہم می گزارند"۔ (42)

"اس قول کی باب الصلوۃ کے ساتھ مناسبت یہ ہے کہ طواف کعبہ بھی نماز کی ادائیگی کا حکم رکھتا ہے طواف کے بعد دو رکعتیں بھی پڑھی جاتی ہیں اس لیے کپڑوں میں نماز پڑھنا اور طواف کرنا دونوں متعلق ہوگئے"۔

اقوال شارحین کی روشنی میں شرح

شیخ نور الحق شرح کرتے وقت شارحین حدیث اور محدثین کے اقوال پیش کرتے ہیں۔ متقدمین میں امام بدر الدین عینی، ابن حجر عسقلانی، امام نووی، ابن ملقن، علامہ خطابی، ابن سبکی، امام قسطلانی، علامہ کرمانی، قاضی عیاض، ابن بطال، امام سیوطی، امام ماوردی، علامہ بدر الدین زرکشی، علامہ برماوی، علامہ دمامینی، مجد الدین فیروزآبادی، علامہ توربشتی، علامہ طیبیؒ، قاضی ابو بکر، سراج الدین بلقینی، ابن تیمیہ، ابن جوزی وغیرھم کے اقوال ذکر کرتے ہیں۔ ان کی مثالیں جگہ جگہ تیسیر القاری کے صفحات پر موجود ہیں۔

مذاہب فقہاء کا بیان اور فقہ حنفی کی ترجیح

قرآن اور حدیث مصادر فقہ ہیں۔اس لیے شارحین حدیث، حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے حدیث سے مستنبط ہونے والے احکام بیان کرتے ہیں۔ جس سے امت کے لیے عمل کی راہیں کھلتی ہیں۔ شیخ نور الحق حدیث کی شرح لکھتے ہوئے مختلف فقہاء کے مذاہب بیان کرتے ہیں۔ دلائل سے فقہ حنفی کی ترجیح ثابت کرتے ہیں۔ جیسا کہ باب الوضوء ثلاثاً میں حضرت عثمان کی حدیث میں وضو کے اعضاء کو تین تین بار دھونے کا عمل بیان کیا گیا ہے۔ یہاں مسح برأسہ کے لفظ ذکر کیے گئے ہیں۔ ان کی شرح میں لکھتے ہیں:

"مسح کرد بسر خود را ہم ثلاثہ نہ گفت چنانچہ اعضائے دیگر گفتہ معلوم می شود کہ یک بار مسح کرد چنانکہ مذہب ابو حنیفہ و مالک و احمد است"۔[43]

"آپ ﷺ نے سر کا مسح کیا اس میں ثلاثہ کا لفظ نہیں بولا جس طرح باقی اعضاء میں بولا گیا ہے پس معلوم ہوا کہ مسح ایک بار کیا گیا جس طرح امام ابو حنیفہ، امام مالک و احمد کا مذہب ہے"۔

مفردات الحدیث کی وضاحت

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب فصیح عربی زبان بولتے تھے۔ حدیث کے طالب علم کے لیے عربی لغت کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ اس لیے ہر شارح اپنی زبان میں الفاظ حدیث کی وضاحت کرتا ہے۔ شیخ نور الحق نے امام بخاری کی روایت کردہ احادیث کے الفاظ کے لغوی اور اصطلاحی معانی بیان کیے ہیں۔ کبھی لغوی اور اصطلاحی معنی میں لطیف مناسبت کرتے ہیں۔ معانی کے حسین اور جامع بیان سے حدیث کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ جیسے کتاب الصلوۃ،باب بنیان المسجد میں ہے { قال ابو سعید کان سقف المسجد من جرید النخل }۔ یہاں جرید کا معنی بیان کرتے ہیں:

"شاخ خرما اگر مجرد از برگ بود آنرا جرید میخواند، واگر با برگ است آنرا سقف گویند"۔[44]

"کھجور کی شاخ اگر پتوں سے خالی ہو تو اسے جرید کہتے ہیں۔ اور اگر پتوں سمیت ہو تو اسے سقف کہتے ہیں"۔

متفرق خصوصیات

قرآن اور حدیث ابتداءً ایمانیات اور عقائد اسلام کو بیان کرنے کے لیے نازل ہوئے۔ انہی عقائد پر مذہب اسلام کی بنیاد ہے۔ شارحین حدیث، احادیث میں بیان کردہ عقائد اسلام کو وضاحت سے بیان کرتے ہیں اور حدیث کی روشنی میں عقائد حقہ کو بیان کرتے ہیں۔ شیخ نور الحق نے عقائد اہلسنت صراحت سے بیان کیے ہیں اور فرق کے درمیان مختلف فیہ موضوعات پر بحث کی ہے۔ خاص طور پر اہلسنت اور اہل تشیع کے درمیان اختلافی موضوعات پر اہلسنت کے دلائل پیش کرتے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے خلافت صدیق اکبر ([45]) اور منازعت بین معاویہ و علی رضی اللہ عنہما[46] پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

علم حدیث کی حفاظت کے لیے ہزاروں علماء حدیث کی سوانح عمری، مختلف ملکوں اور شہروں کے محل وقوع بیان کیے گئے اور انکی تاریخ نقل کی گئی۔ محدثین کی اپنے شیوخ سے ملاقات اور زمانی نسبت کے اعتبار سے حدیث کے درجے متعین کیے گئے۔ اس لیے تاریخ کا علم حدیث کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ شیخ نور الحق نے بھی بعض تاریخی واقعات اپنی شرح میں ذکر کیے ہیں۔ تاریخی مقامات اور اماکن کی وضاحت بھی کی ہے۔ جیسے نمرود، قوم فرعون اور بعض صحابہ کرام کی سیرت بیان کی

ہے۔ تیسیر القاری کی ابتداء میں امام بخاری کی سوانح عمری بھی بالتفصیل بیان کی ہے۔ ان موضوعات کے علاوہ امام بخاری کی وہ روایات جو انہوں نے دوسرے ابواب میں بیان کی ہیں ان کا حوالہ دیتے ہیں۔ بعض مقامات پر نحو کے اصول [47] اور امام بخاری کی ثلاثیات [48] بھی بیان کی ہیں۔

متقدمین کی شروحات بخاری کے تمام نکات کو تیسیر القاری کے مؤلف نے تلخیصا وتسہیلا اپنی کتاب میں سمو دیا ہے اس لیے ہم کہ سکتے ہیں کہ یہ کتاب شروحات بخاری کی جامع کی حیثیت رکھتی ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1- منشی برکت علی، مراۃ الحقائق، مطبع عزیزی رامپور، ص:38

2- اعظمی، ڈاکٹر محمد عاصم، محدثین عظام حیات وخدمات، النوریہ رضویہ پبلیکیشنز کمپنی لاہور، ص:638

3- دہلوی، شیخ نور الحق، نور العین شرح قرآن السعدین، نیشنل کمیٹی برائے سات سو سالہ تقریبات امیر خسرو، ص:1

4- نظامی، خلیق احمد، حیات شیخ عبد الحق، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ص:248

5- ایضاً، ص:2

6- بلگرامی، غلام علی آزاد، مآثر الکرام: کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن 1913ء، ج:1، ص:201

7- حیات شیخ عبد الحق، ایضا، ص:249

8- مآثر الکرام، ج:1، ص:49

9- انصاری، محمد اسلم بن حفیظ، فرحت الناظرین، مترجم محمد ایوب قادری، اکیڈمی آف ایجوکیشنل ریسرچ کراچی، ص:67

10- رحمٰن علی، تذکرہ علمائے ہند، مطبع نامی منشی، نولکشور لکھنو، ص:247

11- حیات شیخ عبد الحق، ایضا: ص:249

12- مآثر الکرام، ج:1، ص:201

13- قادری، سید احمد تذکرہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی، شاد بک ڈپو پٹنہ نمبر 6، ص:218

14- ندوی، سید ابو الحسن علی، تاریخ دعوت وعزیمت، مجلس نشریات اسلام کراچی، جلد:5، ص:181

15- جہلمی، مولوی فقیر محمد، حدائق الحنفیہ، المیزان ناشران وتاجران کتب لاہور، ص:438

16- حیات شیخ عبد الحق: ص:251

17- قادری، ڈاکٹر محمد یونس، شیخ عبد الحق محدث دہلوی، موضوعاتی مطالعہ، مکتبہ الحق کراچی، ص:112

18- محدثین عظام حیات وخدمات، ص:638

19- نواب محمد علی خان بہت بڑے عالم دین تھے اور 1864 سے 1867 تک ٹونک ریاست کے والی رہے۔ اس عہدہ سے معزولی کے بعد نواب محمد علی نے اپنی کامل توجہ دین کی طرف مبذول کی اور متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں سے امام بخاری کی الصحیح کا ترجمہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ 8 اگست 1895 کو آپ نے وفات پائی۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور)

20- حافظ، قاری، مولوی اور عالم بے بدل تھے۔ نواب محمد علی کے بیٹے تھے۔ اور علوم شریعت کی ترویج میں بہت دلچسپی رکھتے تھے۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور)

21- شیخ نور الحق کی اولاد میں سے حافظ فخر الدین کے بیٹے ہیں۔ علم حدیث کے معتبر عالم تھے۔ شرح بخاری کے علاوہ بھی ان کی تصانیف ہیں۔ نادر شاہ کے حملہ تک دہلی میں صدر الصدور رہے۔ (حیات شیخ عبد الحق، ص:253)

22- دہلوی، شیخ نور الحق، تیسیر القاری شرح صحیح بخاری، مکتبہ حقانیہ پشاور، ج: اول، ص:2

23- ج:اول، تقریظ تیسیر القاری
24- ج:اول، ص:2
25- ج:دووم، ص:80
26- ج:پنجم، ص:26
27- ج:اول، ص:62
28- ایضاً، ص:57
29- ایضاً، ص:96
30- ایضاً، ص:97
31- ایضاً، ص:88
32- ایضاً، ص:89
33- ایضاً، ص:81
34- ایضاً، ص:17
35- ایضاً، ص:19
36- ایضاً، ص:17
37- ایضاً، ص:186
38- ج:سوم، ص:54
39- المائدۃ5:67
40- ج:سوم، ص:69
41- ج:اول، ص:111
42- ایضاً، ص:139
43- ایضاً، ص:78
44- ایضاً، ص:168
45- ایضاً، ص:61
46- ایضاً، ص:169
47- ایضاً، ص:186
48- ایضاً، ص:185